

ہم نے کار خریدی

ساغر خیامی

پہلی بات : پرانے زمانے میں کسی شخص کے امیر اور مالدار ہونے کی علامت یہ بتائی جاتی تھی کہ ”اس کے دروازے پر ہاتھی جھومتا ہے۔“ ہمارے زمانے میں کسی شخص کے گھر کے آگے اس کی کار کھڑی ہو تو وہ آسودہ حال سمجھا جاتا ہے۔ اب مالدار لوگوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور کار عزت و وقار سے زیادہ ضرورت کی چیز سمجھی جانے لگی ہے۔
ذیل کی نظم میں ایسی ہی دلچسپ صورت حال کو پیش کیا گیا ہے کہ پرانی کار خریدنے کے بعد شاعر کو اس قدر پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا کہ وہ اسے بیچنے پر مجبور ہو گیا۔

جان پہچان : ساغر خیامی کا اصل نام سید رشید الحسن تھا۔ وہ ۷ جون ۱۹۳۸ء کو رام پور میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سید اولاد حسین نقوی بھی شاعر تھے اور ’شاعر لکھنؤ‘ کے نام سے معروف تھے۔ ساغر خیامی کے بھائی ناظر خیامی بھی مقبول مزاحیہ شاعر تھے۔ ساغر خیامی نے لکھنؤ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کی اور جواہر لال نہرو یونیورسٹی، دہلی میں ملازمت اختیار کی۔ ۱۹۹۷ء میں انھیں غالب ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ان کے تین شعری مجموعے ’انڈر کریز‘، ’قہقہوں کی بارات‘ اور ’پسِ روشنی‘ شائع ہو چکے ہیں۔ ساغر خیامی کو اردو کے مزاح نگار شعرا میں اہم مقام حاصل ہے۔ ۱۹ جون ۲۰۰۸ء کو ان کا انتقال ہو گیا۔

چاروں طرف سے بند ہے صندوق کی طرح چلنے سے پہلے اُچھلے ہے صندوق کی طرح
لیتی ہے لمبی سانس بھی مدقوق کی طرح چلتی ہے وہ سڑک پہ بھی معشوق کی طرح

اڑ جائے تو قدم نہ اٹھائے برائے سیر
چل جائے تو رُکے نہ وہ دیوار کے بغیر

پھٹکار ایسی کار کے ، ساغر ، خیال پر روتا ہے پھوٹ پھوٹ کے ماضی بھی حال پر
کہنے پڑے قصیدے کئی جس کی چال پر کچھوا ہے وہ چڑھائی پہ ، ہرنی ہے ڈھال پر
اکثر مرے گھٹانے پہ اسپید بڑھ گئی
اُڑ کر سڑک سے چاٹ کے ٹھیلے پہ چڑھ گئی

کیا کہیے جس طرح مرے جی کو جلانے ہے آگے کو میں چلاؤں ، وہ پیچھے کو جائے ہے
مرغی کی طرح دھول پروں سے اڑائے ہے سو بار دن میں جیل کے رستے دکھائے ہے
ہے کار کس کے پاس جو اتنی قدیم ہو
آئے جو باپ سامنے ، بیٹا یتیم ہو

گو ہے شکستہ حال ، پہ ہمت بلند ہے کھینچے جو سوئے دار ، وہ ایسی کمند ہے
 یہ ہی نہیں کہ صرف شرارت پسند ہے پہیوں میں اس کے ، وقت کی رفتار بند ہے
 چھوٹی بول سے تو پھنسی آکے نیم میں
 ہٹلر کے کام آئی ہے جنگِ عظیم میں
 موٹر خریدنے سے بڑا نام ہو گیا کہتے ہیں لوگ آپ کو آرام ہو گیا
 ان کو خبر نہیں ، مجھے سرسام ہو گیا گھر جس کی دیکھ بھال میں نیلام ہو گیا
 اللہ میری جان عزیز بچائیے
 گاہک کوئی ملے تو مجھے بھی بتائیے

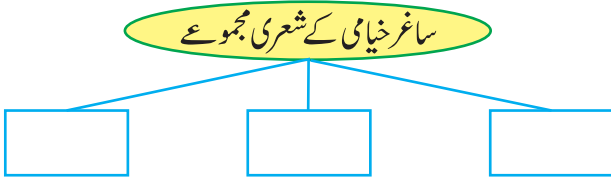
خلاصہ: اس نظم میں شاعر نے پرانی کار کے چلنے رکنے کی منظر کشی کی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ یہ کار چاروں طرف سے صندوق کی طرح بند ہے۔ چلنے سے پہلے صندوق کی طرح اچھلتی ہے اور معشوق کی طرح اٹھلاتی ہوئی چلتی ہے۔ اس کا چلانا مشکل ہے۔ چل پڑے تو روکنا دشوار ہے۔ شاعر اس وقت کو یاد کر کے روتا ہے جب یہ کار خریدی گئی تھی۔ یہ چڑھائی پر کچھوے کی طرح سست ہو جاتی اور ڈھلان پر ہرنی کی طرح قلائچیں بھرتی ہے۔ اس کی اسپید گھٹائیں تو بڑھ جاتی اور آگے چلاؤ تو یہ پیچھے چلتی ہے اس لیے کئی حادثوں کا شکار ہوتی ہے۔ یہ کار شکستہ حال ہے اور چلنے میں ناکام ہے گویا اس کے پہیوں میں وقت کی رفتار بند ہے۔ موٹر خریدنے سے شاعر کی شہرت اور وقار میں اضافہ ضرور ہوا مگر وہ کئی مصیبتوں میں پھنس گیا ہے۔ کاش کوئی اسے خرید لے تو شاعر کی جان چھوٹے۔

معانی و اشارات

مدقوق	- جسے دق کی بیماری ہو مراد بہت کمزور و لاغر	سوئے دار	- پھانسی کے پھندے کی طرف
معشوق	- بہت پیارا دوست	کمند	- پھندا
پھٹکار	- لعنت	ہٹلر	- جرمنی کا مشہور ڈکٹیٹر
شکستہ حال	- بری حالت والا	سرسام	- ایک بیماری کا نام



مشق

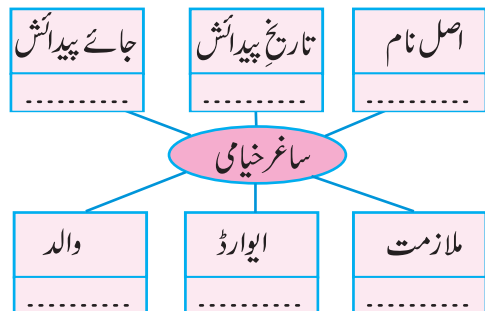


* 'بندوق، مدقوق، معشوق' ان الفاظ کے ذریعے کار کی بیان کی گئی کیفیتوں کو واضح کیجیے۔

الفاظ	کیفیت	الفاظ	کیفیت
بندوق		مدقوق	
معشوق			

* "اُس کے دروازے پر ہاتھی جھومتا ہے۔" اس بیان کی وضاحت کیجیے۔

* خاکے مکمل کیجیے:



میری سائیکل

آخر کار بائیسکل پر سوار ہوا۔ گھر سے نکلتے ہوئے کچھ تھوڑی سی اترا تھی۔ اس پر سائیکل خود بخود چلنے لگی، لیکن اس رفتار سے جیسے تارکول زمین پر بہتا ہے، اور ساتھ ہی مختلف حصوں سے طرح طرح کی آوازیں برآمد ہونا شروع ہوئیں۔ ان آوازوں کے مختلف گروہ تھے؛ چیں، چاں، چوں کی قسم کی آوازیں زیادہ تر گدی کے نیچے اور پچھلے پیسے سے نکلتی تھیں۔ کھٹ، کھڑکھڑ، کھڑکی آوازیں منڈگارڈوں سے آتی تھیں۔ چر، چرخ، چرچرخ کی قسم کے سر زنجیر اور پیڈل سے نکلتے تھے۔ زنجیر ڈھیلی تھی۔ پچھلا پیہہ گھومنے کے علاوہ جھومتا بھی تھا یعنی ایک تو آگے کو چلتا تھا اس کے علاوہ دابنے سے بائیں اور بائیں سے دابنے کو بھی حرکت کرتا تھا۔ چنانچہ سڑک پر جوشان پڑ جاتا تھا اس کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے سانپ لہرا کر نکل گیا ہے۔

پُرزے جواب تک سو رہے تھے بیدار ہو کر گویا ہوئے۔ ادھر ادھر کے لوگ چونکے۔ کھڑکھڑ کے بیچ میں پیہوں کی آواز جداسنائی دے رہی تھی، لیکن چونکہ بائیسکل اب پہلے سے تیز تھی اس لیے چوں چوں پھٹنے نے چوں پھٹ کی صورت اختیار کر لی تھی۔ اس قدر تیز رفتاری سے دو تہریلیاں واقع ہو گئیں؛ ایک تو پیڈل ایک طرف کو مڑ گیا۔ اس کے علاوہ بائیسکل کی گدی دفعۃً چھہ اچنے کے قریب نیچے بیٹھ گئی۔ چنانچہ جب پیڈل چلانے کے لیے میں ٹانگیں اوپر نیچے کر رہا تھا تو میرے گھٹنے میری ٹھوڑی تک پہنچ جاتے تھے۔

* وجہ بیان کیجیے۔

- ۱۔ سائیکل خود بخود چلنے لگی۔
- ۲۔ سڑک پر ایسا نشان پڑ جاتا جیسے سانپ لہرا کر نکل گیا ہے۔
- ۳۔ ادھر ادھر کے لوگ چونکے۔
- ۴۔ چوں چوں پھٹنے نے چوں پھٹ کی صورت اختیار کر لی تھی۔
- ۵۔ اس اقتباس میں آنے والی آوازوں کو ترتیب وار لکھیے۔
- ۶۔ اس اقتباس کے مصنف کا نام تلاش کر کے لکھیے۔



* شعر کا مطلب لکھیے۔

- اڑ جائے تو قدم نہ اٹھائے برائے سیر
چل جائے تو رُکے نہ وہ دیوار کے بغیر
- * نظم سے ایسے مصرعے تلاش کر کے لکھیے جن میں صنعت تشبیہ کا استعمال کیا گیا ہے۔
- * ”چھوٹی بول سے تو بھنسی آ کے نیم میں“ اس مصرع کی طرح ایک کہاوٹ ہے۔ وہ کہاوٹ لکھیے۔
- * مناسب جوڑیاں لگائیے۔

الف	ب
قصیدہ	چڑھائی
کچھوا	ڈھال
ہرنی	چال

* جملوں میں استعمال کیجیے۔

- (الف) اڑ جانا (ب) اڑ کر جانا
- * مطلب بیان کیجیے۔
- ۱۔ آئے جواب سامنے، بیٹا یتیم ہو
- ۲۔ پیہوں میں اس کے، وقت کی رفتار بند ہے
- * قدیم۔ یتیم، نیم۔ عظیم کی طرح ہم صوت لفظوں کی جوڑیاں بنائیے۔

* شاعر کی کار کے بارے میں اپنی رائے لکھیے۔

- * صنعت مبالغہ کا شعر لکھیے۔
- * اپنی پسندیدہ کار کے بارے میں لکھیے۔
- * مختلف کمپنیوں کی کاریں آپ نے دیکھی ہوں گی۔ چار دوستوں کا ایک گروپ بنا کر ان کاروں کے ناموں اور خوبیوں پر بات چیت کیجیے۔

* کوئی مزاحیہ نظم تلاش کر کے اپنی بیاض میں لکھیے۔

- * اردو میں مختلف سواریوں پر نظمیں لکھی گئی ہیں۔ ایسی تین نظمیں تلاش کر کے اپنی بیاض میں لکھیے۔
- * نظم ہم نے کار خریدی کے پہلے بند سے تشبیہ کے مصرعے لکھیے۔